اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

ترسٹھواں اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 18رفروری 2023ء بروز ہفتہ بمطابق 26ررجب المرجب 1444ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	10
3	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	11

ایوان کے عہدیدار

سردار بابر خان موسیٰ خیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔قائم مقام اسپیکر

ایوان کے افسران

جناب طاہر شاہ کاکڑ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سیکرٹری اسمبلی

جناب عبدالرحمٰن۔۔۔۔۔۔اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہوانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چیف رپورٹر

☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 18/ فروری 2023ء بروز ہفتہ بمطابق 26/ رجب المرجب 1444ھ، بوقت شام 04 بجکر 20 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

لَآ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ قف لا قَد تَّبَيَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَىِّ ج فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَيُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ
اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى ق لَا انْفِصَامَ لَهَا ط وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۝۲۵۶ اَللّٰهُ وَلِىُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لا
يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ط وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوۡتُ لا يُخۡرِجُوۡنَهُمۡ
مِّنَ النُّوۡرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ج هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝۲۵۷ ع

﴿پارہ نمبر ۳ سُوۡرَةُ البقرہ آیات نمبر ۲۵۶ اور ۲۵۷﴾

ترجمہ: زبردستی نہیں دین کے معاملہ میں بیشک جدا ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے اب جو کوئی نہ مانے گمراہ کرنے والوں کو اور یقین لاوے اللہ پر تو اس نے پکڑ لیا حلقہ مضبوط جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے رفیق شیطان ہیں نکالتے ہیں ان کو روشنی سے اندھیروں کی طرف یہی لوگ ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ وَمَا عَلَيۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جی مختصر بات کریں، کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر! آپ کے نوٹس میں ایوان کے توسط میں ایک بات لانا چاہتا ہوں۔ اچھا ہے انٹیریئر منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہے۔ جناب اسپیکر! آپ سب کے علم میں ہے کہ 14 اگست کو پچھلے سال ہرنائی میں جو واقعہ ہوا تھا۔ ہمارے سیکورٹی اداروں آرمی کی فائرنگ سے خالق داد بابڑ شہید ہوئے تھے۔ وہاں آل پارٹیز کی طرف سے ایک movement کی طرف سے چلی۔ وہاں کے مقامی لوگوں نے اس چیز کا بڑی سختی سے نوٹس لیا۔ پھر اُس movement کے سلسلے میں میرے خیال میں دومرتبہ ہمارے انٹیریئر منسٹر صاحب خود بھی ہرنائی گئے۔ ہم بھی ساتھ گئے دو، تین دفعہ اُس کے بعد پھر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اُس کمیٹی نے پھر recommendation دی۔ اُس recommendation میں لوگوں کے مطالبات کافی سارے تھے۔ یہ جو جناب اسپیکر! آپ کے سامنے میں رکھ رہا ہوں۔ یہ اُس کمیٹی کی recommendation ہے جو ڈی سی، کمشنرز، ڈی پی او، اور متعلقہ جو ہمارے اُن ڈیپارٹمنٹ نے کمیٹی نوٹیفائی کی تھی، یہ اُس کی recommendation ہے۔ اُس میں سب سے پہلے یہ بات کی گئی تھی۔ کہ انکوائری کے۔۔۔ (مداخلت) یہ میرے پاس ہے، بالکل کاپی آپ کو دے دونگا۔ وہاں یہ recommendation آئی یہ دیکھا گیا ہے کہ ضلعی انتظامیہ آرمی ایف سی حکام اور عام عوام کے درمیان ہم آہنگی کا زبردست فقدان ہے۔ یہ کمیٹی کی تجویز ہے کہ اِن تینوں کے درمیان کم ازکم ایک ماہانہ میٹنگ خوست، شاہرگ اور ہرنائی میں منعقد کی جائے جہاں اعتماد سازی کے اقدام کے طور پر اہمیت کے حامل مسائل غلط فہمیوں کو دور کرنے اور اعتماد کے فروغ کے لئے کھلے ماحول میں تبادلہ خیال کیا جائے اور اِن کو حل کیا جائے یہ پہلی تجویز تھی۔ دوسری تجویز اُس کمیٹی کی یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو مقامی انتظامیہ کی مشاورت سے فوج ایف سی کی چیک پوسٹوں کو دوسری جگہوں پر منتقل کیا جاسکتا ہے۔ وہ جگہیں جو انکے مناسب سمجھے، مقامی آبادی سے دُور ہو تاکہ فائرنگ یا گولہ باری کے واقعات کی صورت میں شرپسندوں اور فورسز کے درمیان وقوع پذیر ہو جائے، مقامی آبادی کسی قسم کے نُقصان سے محفوظ ہو۔ اُس کی تیسری تجویز یہ ہے جناب اسپیکر! چونکہ مقامی آبادی اب بھی روایتی قدامت پسند ماحول میں رہ رہی ہے۔ اس لئے مقامی آبادی کی طرف سے ڈرون پروازوں کو برداشت نہیں کیا جاتا۔ اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیئے کہ ڈرون لوگوں کے گھروں پر نہ اُڑایا جائے۔ تاکہ ان کی رازداری کو یقینی بنایا جاسکے۔ سیکورٹی کے تقاضوں کے مطابق اِنہیں آبادی سے دور کیا جاسکے، چوتھی تجویز اُس کمیٹی کی یہ تھی۔ کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو حکومت بلوچستان کو کسی بھی آپریشن یا کسی اور فلاحی سرگرمی سے پہلے مقامی انتظامیہ کو ایف سی، آرمی کے ذریعے on board لینا چاہیئے۔ تاکہ لوگ اپنے گھر میں محسوس کریں جو مقامی انتظامیہ کی موجودگی میں کرتے ہیں۔ پانچویں تجویز جناب اسپیکر! یہ دی گئی ہے کہ لوگوں کو بنیادی سہولیات کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ تاکہ انہیں ایسی سہولیات

تک رسائی کے لئے طویل سفر نہ کرنا پڑے، مقامی انتظامیہ اس سلسلے میں اپنا مؤثر کردار ادا کرے اور ڈاکٹروں اور اساتذہ کی موجودگی کو یقینی بنائے۔ نمبر چھ، اِن لوگوں کا سُراغ لگانے، ان کا پتہ لگانے اور پکڑنے کے لئے ایک طریقہ کار وضع کیا جائے۔ جو خفیہ مدد، خفیہ خدمات کی مدد سے رقوم کی خُورد بُرد میں مصروف ہیں۔ آخری تجویز یہ ہے یہ مناسب ہوگا کہ لیویز تھانہ خوست کو adjust کیا جائے جو اس وقت اندرونی خانہ ہے۔ آرمی کمپاؤنڈ اپنے حصے کو الگ کرکے تاکہ لوگوں کو اپنی روزمرہ کی ضریات پوری کرنے میں آسانی ہو۔ ضروریات و شکایات کا اندراج وغیرہ۔ ہرنائی ضلع کی حدُود میں جناب! کوئلے سے سے لدے ٹرک ہائی وے پر چل رہے ہیں۔ وہاں لیویز کے گشت میں اضافہ کیا جانا چاہئے۔ یہ جناب اسپیکر! اُس کمیٹی کی تجاویز ہیں۔ ابھی وہاں حالات یہ ہیں میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہ رہا ہوں، منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں۔ ہم ہرنائی کو پھر اُسی حالت میں دیکھ رہے ہیں کہ جو 14 اگست یا اُسے پہلے کی حالت میں تھا ہرنائی ڈسٹرکٹ۔ ابھی جناب اسپیکر! وہاں بجائے اس کے کہ چیک پوسٹوں کو روڈ سے ہٹا کے جو تجویز دی گئی ہے پہاڑوں پر منتقل کیا جائے۔ وہاں روڈوں پر چیک پوسٹوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اور ایک انٹری سلسلہ بنایا گیا ہے کہ ہرنائی میں مُجھ سمیت ہرنائی کے مقامی لوگوں سمیت جو بھی ہرنائی شہر میں داخل ہوتا ہے باقاعدہ اُسکے کارڈ کی چیکنگ ہوتی ہے۔ ایک شخص جو میرے علاقے کا نہیں ہے اُس کا میرے کارڈ سے کیا غرض؟ تو اس سلسلے میں جناب اسپیکر! مقامی لوگوں نے پھر احتجاج شروع کیا ہے۔ اور ابھی چند دن پہلے وہاں کے جو مقامی سیاسی، جماعتوں کی کمیٹی ہے۔ اُس میں اے این پی کے تحصیل صدر ہیں یوسف شاہ، اُس کو MPO-3 کے تحت اُٹھایا گیا ہے، صدام اُس کے ساتھ ایک دوسرا جو آل پارٹیز کا activist ہے پی ٹی آئی سے اُس کا تعلق ہے اُسکو بھی اُٹھایا گیا ہے۔ اور اسی MPO-3 کا پھر ہائی کورٹ کا باقاعدہ ایک آچُکا ہے۔ کہ ڈی سی کو کیا اختیار ہے کہ وہ کسی کو ناجائز MPO-3 میں اُٹھا کے اور مہینوں پابند سلاسل کرے؟ اور اسی سلسلے میں آج اُن کا ہائی کورٹ میں کیس بھی چل رہا ہے۔ تو جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے انٹیریئر منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کل ہم جا کے پھر اُس کی منتیں کریں۔ کل ہم اُسکو روڈ سے اُٹھانے کے لئے اُن کی ہزار ڈیمانڈز کو سامنے رکھتے ہوئے اُس پر بحث و مباحثہ کریں۔ تو پہلے اس کے کہ ہم خُدانخواستہ ایک مشکل صورتحال کی طرف جارہے ہیں۔ اُسے نکالنے کے لئے اس طرح کے اقدامات سے گریز کریں۔ یا جو کل رات کا واقعہ ہوا ہے۔ ماہل بلوچ، ہماری ایک بلوچ خاتون کو جو اُٹھایا گیا ہے۔ یہ کیا طریقہ ہے جناب اسپیکر! اس ملک میں؟ پہلے تو لوگوں کو اُٹھایا جاتا تھا۔ ابھی خواتین کو بھی اُٹھایا جارہا ہے۔ جو میسیج یہاں دیا جارہا۔ مَیں خود اپنی بات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ عدالت فوج کے سامنے بے بس ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں کہ یہ جو جرنیل اور جج کا گٹھ جوڑ ہے۔ جس نے اس ملک کو اس نہج پر پہنچا دیا ہے۔ جناب اسپیکر! خدارا! ہم ان جرنیلوں سے، اِن ججوں سے ریکویسٹ کرتے ہیں کہ اِس ملک پر رحم کریں۔ مَیں اپنی بات آپ کے سامنے

رکھنا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر!2004ء میں میرے والد صاحب پر بغاوت کا مقدمہ درج ہوا۔ پھر اُس کو اُٹھایا گیا۔ اُس کے بعد پھر یہ کیس چلا۔ 2009ء میں میرے والد صاحب بری ہو گئے۔ تقریباً6 سال اس میں گزرے۔ پھر جب والد صاحب کو اُٹھایا گیا ہمارے یہی تین لوگوں کو شہید کیا گیا۔ کیس بھی میرے اور میرے بھائی پر درج ہوا۔ پھر وہ کیس چلتا رہا۔ 2009ء میں والد صاحب بری ہوئے۔ اور 2010 میں شہید کر دیئے گئے۔ 2013ء سے پھر ہمارا کیس شروع ہوا2016ء میں میرا بھائی شہید ہوا۔ 2020ء میں کزن شہید ہوا اسد خان اچکزئی۔ اور ابھی مہینہ ڈیڑھ پہلے اُس کیس میں ہم باعزت بری ہوئے ابھی آپ ہمارے سیکورٹی فورسز کی ججز پر پریشر کو دیکھ لیں اُس فیصلے کے آنے پہلے مقامی سطح پر ہمیں تو پتہ چلتا تھا کہ کون آ رہا ہے۔ کون جج کے دفتر میں جا رہا ہے تمہارے جج کے فیصلوں سے کیا کام ہے تو کیا کیا! جب جج نے فیصلہ دیا ہم بری ہو گئے تیسرے دن اُس جج کو ٹرانسفر کیا گیا۔ یعنی اس یہ judiciary جو اتنی اثر میں ہے ہمارے اسٹیبلشمنٹ کی ہمارے ریاستی اداروں کی۔ اِس سے آپ کیا توقع کر سکتے ہیں۔ یا جو آپ کے آج کل وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی اور سپریم جج کے جو آڈیو لیکس audio leaks ہو رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں جناب اسپیکر! یہ جج، جرنیل گٹ جوڑ، نے اِس ملک کو چھوٹے قومیتوں کو تباہ و برباد کر دیا آج تک اِن سے متعلق تو کوئی نہیں پوچھ سکتا ہے۔ کہ ہم۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اصغر خان میرے خیال سے کارروائی کے طرف آتے ہیں point of order پر آپ کی بات ہو گئی ہے۔

جناب اصغر خان اچکزئی: میں آخری بات کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! اِس بات پر تو کوئی سوال نہیں اٹھا سکتا ہے کہ جن جرنیلوں نے ججوں کی گٹ جوڑ سے ملک توڑا۔ حمادالرحمٰن کمیشن بنا اُس کمیشن پر تو کوئی نہیں کر سکتا ہے جنرل مشرف کو 2004ء میں ہماری سپریم کورٹ نے 3 سال کے لیے as a dictator بٹھایا۔ اُس کی تمام چیزوں کو جو ہیں legalized کروایا گیا اِس پر کوئی سوال نہیں اٹھا سکتا ہے اور ابھی بات یہاں تک پہنچ چکی ہیں کہ ایک سیشن جج میں بھی اُس کی مداخلت ہے ایک سول عدالت میں بھی اُس کی مداخلت ہے۔ اور یہاں یہ جو ماورا۔ میں اگر آپ مناسب سمجھتے ہو میں اُس کمیٹی کے minutes interior minister کے سامنے رکھ سکتا ہوں۔ جس میٹنگ میں یوسف شاہ ہرنائی عوامی نیشنل پارٹی کے صدر یا PTI کے وہاں کے صدر، صدام کو 3MPO کے تحت پریشر ڈال کر اٹھا کر ابھی بچ جیل میں ان کو رکھا اور بٹھایا گیا ہے کس قانون کے تحت میں ایک پُرامن احتجاج کے لیے آواز اٹھاتا ہوں علاقے کے بھلائی کے لیے آواز اٹھاتا ہوں اور میرا خیال commitment ہوئے ہیں یہ ابھی میں interior minister پورا یہ فائل دیتا ہوں لیکن اِس کے باوجود، دوسری بات جناب اسپیکر! ہرنائی میں ایک اور مسئلہ جو چل رہا ہے ہرنائی میں پچھلے حکومت

کے 2015ء میں باقاعدہ یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ایف سی کسی قسم کے ایگریمنٹ جو ہیں وہ لوکل مائن اونرز سے نہیں کرسکتا ہے یہ حکومت بلوچستان کا کام ہے یہ مائن ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے۔ اللہ جنرل سرفراز کی شہادت قبول فرمائیں اُس نے باقاعدہ یہ فیصلہ کیا کہ کسی قسم کی یہ جو سیکورٹی کے نام پر بھتہ خوری ہو رہی ہیں اس کو ختم کیا جائے ابھی وہ دوبارہ شروع ہوا ہے 230 روپے پرٹن وہاں حساب کتاب لیا جاتا ہے کس بات پر۔ یعنی ایک آدمی دو تنخواہ لے رہا ہے ایک تنخواہ میری سیکورٹی کے عیوض اُس کو تعنیات کیا جاتا ہے اور پھر extra security ہمیں فراہم کرنے کے لیے پرٹن پھر حساب کتاب لیا جاتا ہے یہ پورا بلوچستان ایک قید خانے کی صورت میں ہے۔

جناب اسپیکر! اور publicly ہم پبلک کے representative ہوتے ہوئے یہ ہمارا فرض بنتا ہے یہ ایوان سب سے مقدس ایوان ہے اس صوبے میں۔ اِس ایوان کی جو بھی decision ہوگی سب کے لیے ان پر عمل درآمد ہونا چاہیے تو جناب اسپیکر! ہرنائی کے اِس وقت جو حالات ہیں یا جو آئے روز جسطرح میں محترمہ بی بی مائن بلوچ ذکر کی۔ یا ہمارے زہری فیملی کی جو کچھ عرصے سے جن مشکلات سے وہ دو، چار ہے یا تھرو آؤٹ بلوچستان اس وقت ایک مشکل اور درد، بھری صورت حال سے ہم گزر رہے ہیں اِس سے نکالنے کے لیے اِس پارلیمنٹ کو کردار ادا کرنا چاہیے لوگوں کو پابند کیا جانا چاہیے کہ تم کون ہوتے ہو اگر میں مجرم ہوں مجھے عدالت میں پیش کیا جائے۔ اور پھر میں آپ کو بتادوں جناب اسپیکر! یہ فیصلہ تو ہم نے نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت کے وقت پر دیئے تھے۔ آج بلوچستان کس صورت حال پر ہے اور یہاں کے بلوچ، پشتون اپنی موت قبول کرسکتا ہے بھائی کی شہادت قبول کرسکتا ہے والد کی شہادت قبول کر سکتا ہے لیکن اپنی عزت پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے تو جناب اسپیکر! اِن باتوں کا نوٹس لینا چاہیے ضیاء صاحب تو خاص کر ہرنائی کے ان معاملات پر اس ایوان کو اعتماد پر لانا چاہیے thank you جناب اسپیکر!

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ اصغر خان اچکزئی صاحب۔ جی ضیاء لانگو صاحب بات کریں اُس کے بعد کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

میر ضیاءاللہ لانگو (وزیر محکمہ داخلہ وقبائلی امور): جناب اسپیکر! بہت شکریہ آپ کا اصغر خان صاحب نے بہت تفصیل سے آپ سے بات کی۔ اصغر خان صاحب کا اِس چار سالہ اپنے دور میں ایک چیز پر مشکور ہوں کہ میں چار سال سے ساڑھے چار سال سے ہوم منسٹر ہوں تو جہاں بلوچستان کے مسئلے اور عوامی مسئلے ہوئے ہیں انہوں نے بھرپور طریقے سے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اور ہمارے ساتھ ان مسئلوں کو حل کرنے میں شانہ بشانہ ہوئے ہیں جس پر میں ان کا شکر گزار بھی ہوں تو جناب جب یہ مسئلہ ہوا ہرنائی والا۔ تو ہم عوامی لوگ ہیں عوام بھی ہماری ہے political parties بھی ہمارے

فوج بھی ہماری ہے تو اصغر خان صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے زمرک صاحب بھی نور محمد دمڑ صاحب بھی تھے اور اصغر خان ترین صاحب بھی تھے ہم نے۔ میں ادھر مشکور ہوں پھر ان تمام political parties کا وہاں کی ایک کمیٹی تھی اس کمیٹی کا۔ وہاں کے نمائندے اپنی فورسز، آرمی، ایف سی، لیویز سب کا جنھوں نے بھر پور تعاون کیا تاکہ ہم ہرنائی کے جو مسئلے ہیں ان مسئلوں کے حل تک پہنچ جائیں۔ جناب سب سے پہلے اصغر خان صاحب نے جسطرح بات کی کہ یہ ہر چیز اس ملک میں ہونی چاہیے۔ لیکن ہر چیز کو ہم گورنمنٹ کے اوپر نہ لگائیں ادھر جو ہماری خامیاں ہیں۔

جناب اسپیکر! فرض کریں میں آپ کو ایک مثال دے دوں آج ایک تنظیم جو کوئٹہ میں 8-7-6-5 بے گناہ لوگوں کی قتل کی ذمہ دار قبول کرتی ہے تو سب لوگ آپ لوگ ارکان، معزز سارے شہری سب کہتے ہیں کہ یہاں امن وامان کا مسئلہ ہے۔ آپ لوگ امن وامان کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ جب یہی تنظیموں امن وامان کے معاملے میں خلل ڈالتی ہیں ان کے خلاف آپ آپریشن کرو۔ یہی سارے لوگ جو آتے ہیں روڈوں پر کھڑے ہوتے ہیں کہ بلوچستان میں آپریشن جاری ہے۔ یا آپ لوگ اس چیز کو برداشت کرو یا پھر ادھر جو امن وامان کا مسئلہ ہوتا ہے اس پر گورنمنٹ کو آپ لوگ مہربانی کریں چھوڑیں۔ جس طرح آپ کو پتہ ہے کہ ہرنائی ایک ایسا پُرامن علاقہ جدھر بلوچستان نہیں پاکستان نہیں دنیا کے سیاح اُدھر زیارت، ہرنائی یہ ہمارے خوبصورت علاقے ہیں اُدھر جاتے تھے اُدھر جو ہیں اپنے چھٹیاں گزارتے تھے ہم سب as a government آپ بھی ایک ذمہ دار انسان ہو اصغر خان بھی ہمارے ساتھ رہے as a government ہر ایک چاہتا ہے کہ میرا صوبہ روشن ہوجائے اور اس طرح کی جگہوں پر ایک وہ entertainment ہو لیکن لوگوں کو پریشان نہیں کیا جائے لیکن بدقسمتی سے جو پچھلی 20 سال سے ایک international war ادھر کھیلی گئی اس میں پاکستان کے خلاف ہندوستان کی صورت میں، میں کہتا ہوں ایک سازش ہوگئی وہ سرزمین استعمال ہوگئی۔ تو اس کے بعد آپ کو پتہ ہے کہ ہرنائی میں ایسے واقعات ہوگئے۔ جس سے بالکل ریاست مخالف عناصر وہاں ان کی موجودگی وافر مقدار میں ہیں اور وہاں کارروائیاں یہاں کہ لیویز والوں کو اٹھا لیں وہ لیویز والے بھی ہمارے بھائی ہیں وہ بھی ہم میں سے ہیں۔ وہ بھی اگر گورنمنٹ کے لوگ ہیں لیکن ہم میں سے ہیں ان کی لاشیں پھینکیں ہمارے فورسز پر آئے روز راکٹ پھینکیں ایک ریاست میں رہتے ہوئے آپ نے ضرور اس کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے اس کو ایک عام شہری کی حیثیت سے treat نہیں کیا جارہا ہے ادھر ایسے واقعات ہورہے ہیں تو ہم نے ایسے فیصلے کی کوشش کی کہ ہمارے۔ جس طرح میں نے سب stakeholders کا شکریہ ادا کیا سب نے ہمارے ساتھ تعاون کیا تو ہم نے کہا کہ عوام کے بھی مسئلے حل کریں اور یہ دہشت گردوں کی وجہ سے جو عوام کے دوسرے مسئلے ہیں وہ مسئلے بھی حل ہو تو کچھ

جناب اسپیکر! وہ سیکورٹی کے حوالے سے مسئلے مسائل تھے۔ تو وہاں ہماری آرمی بھی ہوتی ہے ہماری ایف سی بھی ہے تو وہاں

آ ئی جی ایف سی بھی گئے لوگوں سے ملیں۔ایف سی کے حوالے سے ان کی شکایات سنی پھر کور کمانڈر بھی گئے۔کور کمانڈر نے اور ہم نے اُن سے request کی کہ آپ جائیں مہربانی کریں سیکورٹی کے حوالے سے ان کو وہ کریں باقی جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ چیک پوسٹ کا سارے بلوچستان میں ایک مسئلہ تھا اس کو ہم لوگوں نے سارے بلوچستان میں ساری چیک پوسٹ ختم کیے جس میں سے 24 چیک پوسٹ صرف گورنمنٹ کی طرف سے notified ہیں پورے بلوچستان میں۔وہ باقی جدھر امن وامان کا ایمرجنسی میں مسئلہ ہوتا ہے جسطرح میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا وہاں عناصر کی موجودگی ہے اور وہاں جب تک مقامی طور پر لوگوں کی سپورٹ نہ ہو وہ نہیں ہو سکتے تو ان سب چیزوں کو ہم نے monitor کرنا ہے ان سب چیزوں کو دیکھنا ہے۔باقی ڈرون کا جہاں تک اصغر خان صاحب نے کہا ڈرون کا اصغر خان صاحب پہلے دفعہ بھی میرے ساتھ تھے اس ٹائم کمیٹی کے سفارشات بھی نہیں آئے تھے۔تو میں نے ادھر آ کر سب کو کہا کہ یہ ہمارا معاشرہ بلوچ، پشتون اس طرح ہے بلکہ پورے پاکستان کا ایسا وہ ہے گھروں کے اندر یہ ڈرون نہیں اُڑنا ہوگا اگر اُڑ رہا ہے تو نہیں اُڑنا چاہیے اس پر میں ابھی بھی اگر کوئی شکایت ہوں گی تو میں پھر اس پر وہ کروں گا کہ یہ نہیں ہونے چاہیے باقی دیکھیں وہاں سے جناب اسپیکر! پہاڑوں سے راکٹ چلتے ہیں پہاڑوں سے آپ کے ایف سی والوں کے اوپر حملے ہوتے ہیں آپ کے فورسز کے لوگ جو اغواء ہوتے ہیں ایسے واقعات ہوں گے تو آپ کی فورسز کو ہم نے کیوں یہ وردی پہنائی ہے یہ ہتھیار ہاتھ میں دیئے ہیں ہم اپنی دفاع کے لیے وہ ضرور اپنے ملک کا دفاع کریں گے آپریشن کا ایک ماحول ہوتا ہے لڑائی تو اچھی باتیں نہیں ہوتی۔لڑائی تو ایک تباہی ہے تو پھر اس میں ظاہر ہے تھوڑا تکلیف تو ہوتی ہوگی لیکن وہ دہشت گرد آ گئے ہیں اس کو عوام کو اپنے فورسز کے ساتھ مل کر اکھٹا ایک ساتھ ان کو جو ہیں اس دہشت گردوں کو ان کے ٹھکانے پہنچانا چاہیے تاکہ وہاں کے لوگ بھی امن سے رہے اور ہمارے فورسز بھی ہمارے اندرونی جو حالات کی وجہ سے سرحدوں میں ان کو جانے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس میں بھی وہ بھی وہ ہو۔مزید ان کو بھی تکلیف نہ ہو سہولیات۔جس طرح اصغر خان نے کہا وہ تو دیکھیں پورے پاکستان کو ہم کہتے ہیں تمام سہولیات ملنے چاہیے پورے بلوچستان کو ملنے چاہیے۔اسی طرح ہرنائی کا بھی حق ہے اس کو بالکل ملنا چاہیے لیویز تھانے کی بات کی انہوں نے لیویز تھانہ اسی دن جب یہ ہم نے recommendation کے لیے یہ کمیٹی بنائی۔اسی میٹنگ میں ہی ختم ہوتے ہی ادھر سے ہی آپ کی لیویز کو گاڑیاں بھی دی آپ کے لیویز کو جو ہیں وہ بھی دیئے تو اس حوالے سے میں یہ کہتا ہوں اصغر خان نے جو باتیں کی ہیں وہ بالکل ان کی صحیح ہے لیکن ان کو اپنے ساتھ ساتھ فورسز کی معاملات کو بھی دیکھنا چاہیے فورسز کے لیے بھی بات کرنی چاہیے اور وہ لوگ جسطرح ہمیں نصیحت کرتے ہیں۔

میر ضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ وقبائلی امور و پی ڈی ایم اے): وہ لوگ جس طرح ہمیں نصیحت کرتے ہیں اور ہماری فورسز کو نصیحت کرتے ہیں۔اسی طرح وہ لوگ جو دہشتگردی چاہے جس نعرے سے ہو، چاہے قوم پرستی کے نام پر کرتے ہیں ،اسلام کے نام پر کرتے ہیں اُن کو بھی دو یا چار الفاظ کی نصیحت کریں کہ یہ اسلام کی خدمت نہیں ہے بیگناہ لوگوں کو خودکش حملے میں مارنا اور ٹارگٹ کلنگ میں کسی غریب لاچار کو مارنا کوئی ملک کی خدمت ہے نہ آزادی کی جنگ ہے،ہم لوگوں نے اسی طرح ماحول کو خراب کیا۔کہ ناراض ناراض جس طرح سیاستدان بھی شامل ہیں،جس میں میڈیا بھی شامل ہے،جس میں یہ سب شامل ہیں۔کہہ کہہ کر ناراض لوگوں کو پہاڑ پر بٹھا دیا اور وہ بھی خون ریزی کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے۔تو ہمیں گورنمنٹ کی خامیوں پر اور گورنمنٹ پر اُنگلی اُٹھانا چاہئے اور جدھر دہشتگرد کارروائی کرتا ہے قوم پرستی کے نام پر، مذہب کے نام پر کسی نام پر اُسے بھی کہنا چاہیے کہ آپ بھی معصوم لوگوں کی جانوں کو لیکر صحیح کام نہیں کر رہے ہیں۔آپ بھی گورنمنٹ کو مجبور کر رہے ہیں کہ آپ کے خلاف وہ آپریشن کر رہی ہے۔شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میر ضیاء لانگو صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): جناب مٹھا خان کاکڑ صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: جناب مُکھی شام لال صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: محترمہ بشریٰ رند صاحبہ نجی مصروفیات کی بنا آج تا اختتام اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سب کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا ایک بار کارروائی کی طرف آتے ہیں۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: محترمہ لیلیٰ ترین صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہے گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ماہ جبین شیران صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زبیدہ بی بی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب قائم مقام اسپیکر: **سرکاری کارروئی برائے قانون سازی۔**

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان دانش سکول اینڈ سینٹرل آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کا پیش کیا جانا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) پیش کریں۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر تعلیم): میں وزیر برائے محکمہ تعلیم بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) پیش ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم! بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023 (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر تعلیم: میں وزیر برائے محکمہ تعلیم تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023 (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم! بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023 (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر تعلیم: میں وزیر برائے محکمہ تعلیم تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کو فی الفور غور لایا جائے؟ ہاں یا ناں میں جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ تعلیم! بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023 (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر تعلیم: میں وزیر برائے محکمہ تعلیم تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء) کو منظور کیا جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان دانش سکولز اینڈ سینٹرز آف ایکسیلینس اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2023 مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2023ء کو منظور کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی میڈم! آپ نے کہا کہ میں بات کرنا چاہوں گی۔ جی اصغر خان اچکزئی صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی: مختصر بالکل۔ جناب اسپیکر صاحب! ضیاء صاحب نے بڑی تفصیل سے بات کی اور اُس recommendation کو own بھی کیا جو ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھیجے گئے اُس کمیٹی نے۔ لیکن دو چیزوں پر بالکل بات نہیں ہوئی۔ ایک یہ ہے کہ جو MPO 3 کے تحت ہرنائی کے دو پولیٹیکل activist، اے این پی کے صدر یوسف شاہ اور پی ٹی آئی کے صدام کو اُٹھا کے مچھ جیل میں رکھا گیا ہے، کیوں رکھا گیا ہے؟ ایک پرامن activist کو اگر آپ پابندِ سلاسل کریں گے پھر اُس کے لئے راستہ کیا بچے گا؟ دوسری بات ہمارے انٹریئر منسٹر صاحب نے بات کی کہ ہم دہشتگردی کی مذمت نہیں کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس ملک میں دہشت گردی کا اگر politically کوئی متاثر ہوا ہے تو عوامی نیشنل پارٹی متاثر ہوئی ہے۔ ابھی بات پھر یہاں آ کے ہمارے ان لوگوں کی طرف چلی جاتی ہے، جس میں یہ اَمرِ مجبوری انٹریئر منسٹر کو پھر اُٹھ کے مجھے جواب دینا پڑیگا۔ اس دہشتگردی کا ذمہ دار کون ہے؟ اس ملک میں اس وقت یہ خودکش ابھی اللہ بخشے کل رات جو کراچی میں جو کچھ ہوا۔ پولیس آفس پر یا پشاور میں جو کچھ ہوا پولیس لائن کی مسجد میں، یعنی ان دہشتگردوں کو 1979ء سے لیکے اس وقت کون پال رہا ہے، کون سینے کی طرف کھینچ رہا ہے؟ کبھی کبھار اپنے آپ سے تھوڑا دُور رکھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ تو یہی لوگ ہیں جناب اسپیکر! اس وقت اس ملک کی دہشت گردی ہے، اس کے ذمہ دار تو دنیا کو پتہ ہے جناب اسپیکر! جنرل فیض، بیرسٹر سیف، اور وہاں کی حکومت نے کس کھاتے میں اِن لوگوں کے ساتھ مذاکرات کیئے؟ آپ کے سابقہ پرائم منسٹر کھل کر یہ کہتا ہے کہ ہم نے ساتھ سے آٹھ ہزار، پندرہ ہزار اُن لوگوں کو جو افغانستان چلے گئے تھے ہم نے اُس کو resettlement کیلئے دوبارہ یہاں لایا۔ ہمارے لئے کوئی چارہ نہیں تھا اور یہ سارے وہ لوگ تھے جو ہماری حکومت کو ہمارے law enforcement اداروں کو wanted تھے۔ اُن سب کو یہاں اُنہوں نے پھر adjust کیا پھر بسایا اور نتیجہ آج ہم بھگت رہے ہیں پشاور پولیس لائن کی صورت میں اور کل کراچی کے واقعہ کی صورت میں ہم نے ہمیشہ دہشتگردی کی مخالفت کی ہے، دہشتگردی چاہے جس بھی لیول پر ہو جس بھی طریقے سے ہو فکر باچا خان سے منسلک ایک سیاسی ورکر کی حیثیت سے ہم اِس کی مخالفت کرتے ہیں لیکن جناب اسپیکر! اِس دہشتگردی کے لیے چاہے یہاں بلوچستان میں جس سے ہم دوچار ہیں اِس کے ذمہ دار بھی یہی لوگ ہیں چاہے مذہبی دہشتگردی ہے۔

(خاموشی۔اذان عصر)

جناب قائم مقام اسپیکر: اچکزئی صاحب! مختصر کر دیں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: بالکل مختصر ہے، مَیں ہوم منسٹر سے یہ ایک request کرتا ہوں کہ خاص کر ہرنائی کے جو یوسف شاہ اور صدام اُٹھائے گئے تھے 3MPO کے تحت کم از کم اِس کا نوٹس لے کر اِن کی معلومات تک رسائی حاصل کی جانی چاہیے اور وہاں پھر اِن سے ملاقات بھی بند کی گئی ہے جہاں تک دہشتگردی کی بات ہے، دہشتگردی کی تو ہم نے کھل کر مخالفت کی ہے کل بھی کی ہے آج بھی کی ہے اور آئندہ بھی کریں گے۔ بلوچستان کے معاملات کا ذمہ دار بھی جس طرح اِس ملک میں مذہبی دہشتگردی کے ذمہ دار ریاست کی اور پالیسیاں ہیں، اِسی طرح بلوچستان کے معاملات کے ذمہ دار بھی ہماری ریاستی پالیسیاں ہیں۔ وہ کون سے حالات تھے جن کے نتیجے میں نواب محمد اکبر خان بگٹی شہید ہوئے؟ وہ کون سے حالات تھے جو پورے بلوچستان میں آگ پھیلائی گئی آج اُس کا ہم خمیازہ بھگت رہے ہیں؟ اُس کے نتیجے میں یہ سارے حالات چاہے آپ کی جناح روڈ سے لے کر مکران تک یا چمن تک چاہے وہ مذہبی دہشتگردی ہے چاہے یہاں دوسرا جو سلسلہ ہمیں بلوچستان میں درپیش ہے، اِن دونوں کے ذمہ دار یہی لوگ ہیں۔ پارلیمنٹ کو بے بس رکھا گیا ہے۔ judiciary کو اپنی مٹھی میں بند کر دیا گیا ہے۔ مَیں نے جس طرح آپ کو بتایا ہے کہ جج فیصلہ نہیں دے سکتا ہے اگر اُن کے مزاج اور اُن کی مرضی کے خلاف فیصلہ آجائے اگلے دن وہ جج ٹرانسفر ہے اُس سے پوچھ گچھ ہوتی ہے اور خود لوگ آکر پھر اُسی کے اُس ہائی کورٹ میں جا پہنچتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! بات اُن قوتوں سے، جس طرح ہمارے کل پرسوں یہاں سی ایم صاحب کی تقریر مَیں نے سُنی وہ کس سے رو رہے تھے اشاروں اشاروں میں اُس نے جو باتیں یہاں کہیں اگر آج بھی اُس کو بُلا کر قرآن پر اُن سے ہاتھ رکھوا کر کہ کن حالات کی وجہ سے اور کس مجبوری کے تحت آپ نے یہ تقریر کی۔ وہ عدالت سے کیوں اتنا مایوس تھا اور وہ دوسری قوتوں سے کیوں اتنا مایوس تھا۔ ہر ایک چیز میں لوگوں کی مداخلت ہر ایک چیز میں اپنی مرضی اور اپنے تابع بنانے کی کوشش۔ جس نے اِس ملک کو اِس نہج پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ ایک لاڈلا ہے اُس کو کوئی نہیں پوچھ سکتا ہے جبکہ دوسرے جو ہیں اُن کو گھسیٹتے جائیں اُن کی target killing ہو اُن کا سب کچھ ہو، تو جناب اسپیکر! مَیں ہوم منسٹر صاحب سے خاص کر ہرنائی کے ہمارے اِن دو بندوں سے متعلق request کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ اصغر خان اچکزئی صاحب۔ میڈم! آپ بات کرلیں اُس کے بعد پھر جو وزیر داخلہ کریں گے۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: thank you جناب اسپیکر۔ آپ نے بات کرنے کا موقع دیا، اصغر اچکزئی صاحب نے یہاں کچھ چیزیں highlight کیں اُس سے پہلے کے سیشن میں ہم نے یہاں ہمارے وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہیں

جب ہم نے رشیدہ زہری اور رحیم زہری کا ذکر کیا کہ اُن کو لاپتہ کیا گیا خاندان سمیت پھر اُن کے بچوں کو چھوڑ دیا گیا والدہ کے ساتھ تو اِسی پر on the record ہے آپ check کر لیں وزیر داخلہ صاحب ! آپ نے کہا کہ میرے knowledge میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ یہ چیز مانتے ہیں آپ خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہیں ہم نے پچھلے دن ایک reconciliation کی ایک قرارداد ہم لے کر آئے ہم نے table talk کی بات کی۔ ہم نے dialogue کی بات کی ہم نے امن کی بات کی آج دوبارہ ایک خاتون، شہید ندیم کی بیوہ، بچوں سمیت کل رات فورسز کے ہاتھوں اُٹھائے گئے اُنکے بچوں پر تشدد کر کے علی الصبح چھوڑ دیا گیا ہے جبکہ مائیل بلوچ جو خاتون ہے وہ ابھی تک لاپتہ ہیں۔ رحیم زہری اور رشیدہ زہری کی ہم نے بات کی۔ آپ نے کہا ''کہ میرے knowledge میں نہیں ہے''۔ دیکھیئے آپ کے واقعی knowledge میں نہیں ہوگا، جن کے پاس ہیں آپ اُن کے knowledge میں لے آئیں کہ کم از کم ہماری جو روایات ہیں، ہم peaceful بلوچستان تعلیم یافتہ بلوچستان چاہتے ہیں۔ کوئی بھی یہاں بیٹھا ہوا پولیٹیکل پارٹی یا کوئی بھی گروہ یہ نہیں چاہتا کہ بلوچستان کے حالات خراب ہوں۔ بلوچستان کے حالات خراب ہوں گے کس کے لیے ہوں گے؟ میرے لیے ہوں گے آپ کے لیے ہوں گے۔ کل کے دن آپ کے بچے اور میرے بچے suffer کریں گے۔ ابھی آپ کہتے ہیں کہ peaceful بلوچستان، ہم سے زیادہ کون چاہتا ہے، میرے خاندان کے ڈیڑھ سال میں گیارہ لوگ شہید ہوتے ہیں اِسی سرزمین کے لیے، اِسی طرح گشگور سے دادبخش کو اُٹھایا گیا، چار دن وہ لاپتہ رہا اُس کے بعد اُس کو نیم مردہ حالت میں پھینک دیا گیا تھا جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہو گیا۔ ہم reconciliation کی بات کر رہے ہیں، ہم dialogue کی بات کر رہے ہیں۔ dialogue ہم کس سے کریں؟ آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ کیا ہم اِتنے empowered ہیں ?We are decision makers کیا ہمارے پاس یہ اختیارات ہیں آج مائیل بلوچ اُٹھائی جائیں گی کل کے دن شکیلہ بھی اُٹھائی جا سکتی ہیں کوئی بھی safe نہیں ہے۔ nobody is safe خدا کے لیے جو ہماری روایات ہیں جو ہمارے بلوچستان کی ثقافت ہے اُس کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بھی اُٹھا کر لے جاتے ہیں اُن سے تو پہلے آپ بات کریں جو اختیار جن کے پاس ہے۔ کہ کم از کم ہماری عورتوں پر تو ہاتھ نہ ڈالیں ہمارے بچوں پر تو ہاتھ نہ ڈالیں، مردوں کو آپ اُٹھا کر لے جاتے ہیں اُن سے کہتے ہیں کہ کہیں مسخ شدہ لاشیں مل رہی ہیں جیسے مَیں نے دادبخش کی بات کی اُسے اُٹھایا گیا چار دن لاپتہ رہا اُس کے بعد وہ نیم مردہ حالت میں بعد میں فوت ہو گیا۔ اِسی طرح ندیم کی بیوہ ہے ایک شہید کی بیوہ ہے کل رات اِس کو بچوں کے ساتھ اُٹھایا گیا ہے۔ تو آخر ہم کیا اتنے بااختیار ہیں؟ ہم reconciliation کی بات کر رہے ہیں dialogue کی بات کر رہے ہیں۔ مجھ سے اور آپ سے کون dialogue کرے گا؟ اِس ایوان میں بیٹھے ہوئے جبکہ We are not empowered, we are

not decision makers. میرے پاس تو کوئی پاور نہیں ہے کہ مَیں کسی کے ساتھ بیٹھ کر dialogue کروں۔ اور مَیں کس شرمندگی سے کہوں کہ اُس کمیٹی کا حصہ آپ مجھے بھی بنالیں، مجھے پتہ ہے I am not empowered, I am not a decision maker. میرے ہاتھ میں کچھ نہیں میرے ہاتھ خالی ہیں تو جناب! آپ بیٹھے ہوئے ہیں آپ کم از کم مائیل بلوچ کے حوالے سے جو اختیار رکھنے والے ہیں اُن سے بات کریں۔آئے دن ہمارے بلوچوں کی خواتین کی تذلیل یا بلوچستان کی سرزمین چاہے بلوچ ہوں پٹھان ہوں چاہے جو کوئی بھی ہوں۔لیکن ایک خاتون ہیں چادر اور چاردیواری کی پامالی atleast ایک جگہ ہوجائے۔آپ کہتے ہیں کہ تمام political parties اپنی سیاست کرتی ہیں لوگوں کو مجبور کرتی ہیں۔وہ لوگوں کو مجبور نہیں کرتیں لوگوں کو مجبور حالات کرتے ہیں کہ چاہے وہ پہاڑوں پر چلے جائیں چاہے زمین پر آجائیں۔لیکن یہ ہے ہمیں اِس پر maturity سے political dialogue, within the political parties کرنی چاہیے آج مائیل گئی ہے، رشیدہ گئی ہے،کل کے دن شکیلہ جائے گی، پرسوں آپ کے گھر کی خواتین محفوظ نہیں ہوں گی۔ اِس پر پہلے ہمیں اپنے اندر ایک political dialogue کی ضرورت ہے۔ اور جو empowered ہیں، جو decision makers ہیں اُن سے بات کرنے کی ضرورت ہے۔اور مائیل بلوچ کے حوالے سے فی الفور اگر آپ کے پاس کوئی بھی رپورٹس ہیں آپ kindly ایوان کے سامنے اگر آپ لاسکتے ہیں تو اِسی سیشن کے دوران لے آئیں تاکہ وہ باعزت طور پر اپنے بچوں کے پاس اپنے گھر آجائیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میڈم۔ملک صاحب! آپ سیکورٹی کے حوالے سے کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔ جناب! یہ Act آج پاس ہوا، جیسے پاس ہوا جس طریقے سے پاس ہوا It is a question and shall remain a question اِس میں صرف مَیں وزیر صاحب کی توجہ سیکشن 19 کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر تعلیم صاحب! اپوزیشن لیڈر نے جو ہے آپ کو۔۔۔

قائد حزب اختلاف: آج جو قانون پاس ہوا ہے اِس کے سیکشن 19 کی طرف، یہ power ہے rule making کا۔ یہ دفعہ 19 ہے، گورنمنٹ جو ہے وہ، یہ سیکشن 19 ہے:

The government may by notification make rules for carrying out purpose of this Act. اِسمیں مَیں گزارش کروں گا کہ جتنا جلد ممکن ہو یہ rule frame کیئے جائیں کیونکہ Act تو پاس ہوگیا، اب اِس کیلئے اگر requirement اگر تیں، چالیس ایکڑ کی ہے تو یہ بتایا جائے کہ بلوچستان میں کسی ''دانش اسکول'' کے لیے تیں، چالیس ایکڑ کیسے provide کی جاسکتی ہے نمبر ایک؟ نمبر دو اگر کوئٹہ میں کسی

''دانش اسکول'' کو کھولنے کا اِرادہ ہو یا اِس کی منظوری ہو تو کوئٹہ میں ایک انچ زمین بھی نہیں ہے۔ اِس کیلئے پھر کتنی زمین درکار ہو گی یہاں تو ہمارے پاس 4، 5 ہزار فٹ پر 10 گرلز ہائی سکولز قائم ہیں تو اُس کی قیمت بھی rules میں ہے۔ یہ ساری چیزیں rules میں آتی ہیں، تو rules اگر جلدی بن جائیں تو پھر یہ پتہ چلے گا کہ کہاں سکولز کھولے جائیں، کہاں، کس علاقے میں اور اِس کیلئے زمین کون provide کریگا اور اُسکے جو اِنتظامات ہیں وہ کون کریگا یہ قانونی مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔

قائد حزب اختلاف: مَیں گزارش کرونگا کہ اِس کے جلد rules frame کیے جائیں within a week or ten days اور اُس کو اسمبلی میں پیش کیے جائیں۔۔۔(مداخلت)

میر محمد عارف محمد حسنی: جناب اسپیکر! حال ہی میں پبلک سروس کمیشن میں تحصیلداروں کے تحریری امتحان ہوئے ہیں جن کو 17 گریڈ میں promote ہونا تھا مگر اکثریت ناکام ہوگئی ہے۔ایوان کے through میں صوبائی حکومت سے request کرونگا کہ اِن تحصیلداروں کو departmental exam سے exempt قرار دیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی وزیر تعلیم صاحب۔

میر محمد عارف محمد حسنی: سر! یہ اُنکی request ہے اِنکی application بھی ہے میں اپکو بھجوا دیتا ہوں مہربانی کر کے یہ اُنکو دے دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔آپ وہ دانش۔۔۔

میر محمد عارف محمد حسنی: سر! مَیں بات کروں؟ نصیب اللہ خان! میں نے صرف ایک بات کرنی ہے۔ ہمارے منسٹر ہوم صاحب یہاں آج بیٹھے ہوئے ہیں، اکثر و بیشتر نہیں ہوتے ہیں مَیں نے اُن سے بات کرنی تھی اچھا ہوا آج بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔(مداخلت) ملاقات تو ہماری ہوتی ہے مگر ایوان میں بات کرنا ظاہر ہے آپ نے اپنے علاقے کے لوگوں کی جو بات کرنی ہے ایوان میں بات کوئی اور ہوتی ہے اکیلے میں جب آپ ملتے ہیں بات اور ہوتی ہے۔ میں نے پچھلے دنوں یہاں بات کی۔ میں نے کہاں جی یہاں جو بارڈر میں جو کاروبار ہو رہا ہے اُس میں سنجرانی برادران پچاس، ساٹھ کروڑ روپے لے رہے ہیں یہ بہت شروع میں مَیں نے بات کی تھی۔اب بجائے اُس کو گورنمنٹ روکتی ہے بزنجو برادران والے اُس میں شامل ہوگئے ہیں اور اُنکی آپس میں deal ہوگئی ہے۔اب جو آنے والا مال ہے اُسکا پچاس، ساٹھ کروڑ ملتے ہیں سنجرانیوں کو اور پچاس، ساٹھ کروڑ ابھی بزنجو برادران لیتے ہیں۔ جو مال جا رہا ہے وہاں یوریا ہے آٹا ہے، چینی ہے جو بھی جا رہا ہے اُس کا بھی اِنہوں نے آپس میں deal کر لی ہے۔تو میری گزارش ہے ہوم منسٹر صاحب سے کہ خُدارا یہ چھوٹے موٹے کاروبار کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں ایک تو یہ سمگلنگ رکوا دیں، آٹا، چینی اور یوریا کی۔ یہاں لوگ خودکشی

کرر ہے ہیں پچھلے دنوں میں نے پڑھا کہ نصیر آباد میں ایک عورت نے خودکشی کی تھی کہ بچوں کو روٹی نہیں مل رہی تھی، دو دن بعد اُن کے شوہر نے بھی خودکشی کر لی۔ یہاں آٹا نہیں مل رہا ہے چینی نہیں مل رہی ہے زمینداروں کو یوریا نہیں مل رہا ہے۔ وہاں اگر شوشل میڈیا میں آپ دیکھ لیں ایک رات میں کوئی بارہ تیرا سوٹرک چاغی کے through افغانستان سمگل ہو رہے ہیں۔ تو مہربانی کر کے روک لیں اگر کاروبار بھی کر رہے ہیں جو کاروبار کر رہے ہیں وہاں ہر زمیاد گاڑی کو یہ لوگ لوٹ رہے ہیں پچاس، ساٹھ ہزار روپے فی گاڑی یہ لوگ لے رہے ہیں وہاں ہونا یہ چاہیے ایک زمیاد والا وہ سردیوں میں بھی ابھی کافی لوگ مر گئے وہاں بارڈر پر پہلے گرمیوں میں پیاس کی وجہ سے کافی لوگ مر گئے ہیں اُدھر، اب بجائے وہ فائدہ ہو جو محنت کرتے ہیں ہمارے چھوٹے موٹے جو کاروباری ہیں جو ڈرائیور ہیں اُنکو ملتا ابھی ہماری جو یہ بڑی families ہیں جو آج کل اقتدار میں ہیں سنجرانی اور بزنجو برادران ہیں ساری کمائی اِنکی جیبوں میں جا رہی ہے۔۔۔ (مداخلت)

جناب قائم مقام اسپیکر: اپوزیشن لیڈر کے سوال پر ایجوکیشن منسٹر جواب دیں۔ ایک بار ایجوکیشن منسٹر جواب دے دیں۔

وزیر تعلیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر! جیسے ہمارے محترم اپوزیشن لیڈر صاحب نے ''دانش اسکولوں'' کا کہا سر! یہ تھا اُس میں زمین کا جو تھا پنجاب میں تو بہت زیادہ زمین مانگ رہے تھے، ہم لوگوں نے جب ایک پرائم منسٹر صاحب نے جو ایک وہ کیا ہے جب ہم نے اُس کا پورا PC-1 بنایا ہے چالیس ایکڑ پر، وہ نہیں بنا ہے، مشکل سے اُس کو 50 ایکڑ تک کر دیا۔ پنجاب والے کہہ رہے ہیں وہاں ڈیڑھ، دو، ڈھائی سوا ایکڑ تک کر رہے ہیں۔ لیکن میں کوشش کر رہا ہوں کیونکہ بلوچستان میں ہمارے پاس زمین نہیں ہے اور اِتنی قیمتی اور مہنگی ہے کہ ہم اُس کو، کیونکہ زمین کا جو پیسہ ہے وہ صوبائی گورنمنٹ دیگی، 80% فیڈرل گورنمنٹ دیگی اور 20% صوبہ دیگا۔ تو اِس میں ہم کوشش کر رہے ہیں کم سے کم زمین مطلب جتنا کم ہو سکے آخری اُنہوں نے مجھ سے کہا ہے PC-1 جب ہم نے بنایا ہے سب کچھ کیا ہے وہ بھی 50 ایکڑ سے نیچے کوئی گنجائش نہیں ہے جس میں تمام بلڈنگز بن رہی ہیں اِس سے نیچے آ نہیں سکتا۔ اور میں پھر بھی کوشش کر رہا ہوں جتنا نیچے آ سکیں کیونکہ اُس میں ہم کمی کریں گے۔ پیسے بھی ہمارے پاس بلوچستان میں زمین بہت مہنگی ہے اِس لحاظ سے ہم کوشش کر رہے ہیں ملک صاحب! ہم یہ کریں گے کہ زمین کو کم سے کم کریں یہاں تو ہزاروں روپے کا ایک فٹ ملتا ہے بلوچستان میں، تو ہم اُس کو کم کریں گے اور فیڈرل گورنمنٹ سے ہم جا کے ایک میٹنگ کریں گے اُن سے جتنا بھی ہو سکیں ہم اُس پر کیونکہ اِس کے پیسے دینے ہیں صوبائی گورنمنٹ نے، اِس وجہ سے اگر مہنگا ہو گیا فرض کریں کوئٹہ میں اگر 50 ایکڑ زمین چاہیے اُس کو بہت بڑا پیسہ کی ضرورت ہے۔ ہمارے اپنے ڈسٹرکٹوں میں بھی اِسی طرح ہے شہر کے نزدیک ایک کروڑ یا 80 لاکھ روپے کا ایک ایکڑ جا رہا ہے۔ وہ بہت مہنگی پڑتی ہے، ہم کوشش کریں گے کہ کم سے کم اُس کو بنا دیں ہم اِنشاءاللہ

کریں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: کون کون سے اضلاع کے لئے ابھی آپ نے پہلی فہرست میں۔۔۔

وزیر تعلیم: سر! اُس میں ہم نے جو 12 کالجز دیے تھے اُس کو ہم نے۔۔۔

میر محمد عارف محمد حسنی: جناب اسپیکر! ایجوکیشن کے حوالے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وہ منسٹر بات کررہے ہیں آپ بیچ میں کھڑے ہوگئے۔

میر محمد عارف محمد حسنی: اچھا sorry۔

وزیر تعلیم: سر! اُس میں 12 ڈسٹرکٹ کا تھا ہم نے نام دیئے تھے پھر کیونکہ سارے ہمارے محترم دوست MPAs نے کہا کے ہمارے ڈسٹرکٹ میں، پھر میں نے فیڈرل گورنمنٹ سے گزارش کی کہ ہم نے کہا کیونکہ آپ اِس کو ڈبل کردیں کم ازکم اِس کو 12 کے بجائے 22یا24 کردیں اُنہوں نے کہا کہ آپ اِنکو بنالیں دو phase میں پھر سی ایم صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ اِس کو division wise کردیں کیونکہ کوئی division باقی نہیں رہا تو اُس کو ابھی دوبارہ بنا رہے ہیں چیف سیکرٹری صاحب بھی باہر گئے ہوئے ہیں وہ بھی آئیں گے، سی ایم صاحب سے مل کے، ہر division کو ہم دے دیں گے جہاں جس ڈسٹرکٹ میں ریزیڈینشل سکولز ہیں اُنہوں نے یہ کہا ہے کہ اُس ڈسٹرکٹ کو second phase پر رکھیں پہلے جس ڈسٹرکٹ میں نہیں ہیں تو اُس کو اُس میں ڈال دیں۔تو اس کا پہلے ہم نے ایک لسٹ دی ہوئی ہے اُنکو ہم نے رکھا ہوا ہے، فی الحال ہم اِس کو دوبارہ start کریں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ نصیب اللہ مری صاحب۔

میر محمد عارف محمد حسنی: سر! میں نے انکو ایک بات یاد دلانی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی حسنی صاحب۔

میر محمد عارف محمد حسنی: مَیں نے نصیب اللہ مری صاحب کو کوئی دو، تین مہینے پہلے کہا تھا یہاں مَیں نے کہا قانونی طور پر attachment پر بھی پابندی ہے اور CTSP کے جو ٹیچرز لگے ہیں اُنکا بھی ایک tenure ہے شاید دوسال یا تین سال۔تو میں نے اُن سے کہا ہے اِن پر پابندی کے باوجود سیکرٹری آفس سے یہاں آرڈر ہورہے ہیں۔تو اُنہوں نے کہا کہ مَیں جاتے ہی اِن دونوں کے آرڈر کرونگا کہ جتنے آرڈرز ہوئے ہیں attachment کے کیونکہ قانونی طور پر پابندی ہے۔تو میں دونوں کے آرڈر کرونگا کہ tenure سے پہلے CTSP والے ٹرانسفر نہیں ہوسکتے۔اور جو attachment پر ہیں اُن کو میں ختم کروادونگا۔اگر اُنہوں نے کیئے ہیں تو مہربانی کرکے وہ آرڈر یہاں ایوان میں پیش کردیں اگر نہیں گئے ہیں تو مہربانی کرکے انکے آرڈر کردیں۔

وزیر تعلیم: جناب اسپیکر! جیسے ہمارے دوست عارف جان صاحب نے کہا attachment پر ہم نے پابندی لگادی ہے اور باقی جو CTSP والوں پر کوئی اس طرح کا نہیں ہے کوئی قانون میں نہیں ہے کہ آپ اُس کو ٹرانسفر نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ CTSP والے 17th,16th تک گئے ہوئے ہیں۔ اِس وجہ سے ہر ڈسٹرکٹ میں جاسکتے ہیں۔ ہم نے پابندی لگادی ہے attachment پر ہم نے کر دیا ہے اُس پر نہیں ہے البتہ ہم کوشش کریں گے کہ ڈسٹرکٹ کے اندر وہ ڈسٹرکٹ میں رہیں اِس میں کوئی اسطرح کا۔۔۔

میر محمد عارف محمد حسنی: سر! مَیں اپنے بھائی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ جو آرڈر ہوئے ہیں جو آرڈر ہوئے ہیں جو آرڈر ٹیچروں کو دیئے گئے ہیں اگر وہ دیکھ لیں اُسی میں terms and condition میں وہ لکھا ہوا ہے کہ جی یہ دو سال یا تین سال کیلئے transferable نہیں ہے۔ یہ مہربانی کر کے آپ دیکھ لیں اُس میں لکھا ہوا ہے۔

وزیر تعلیم: ٹھیک ہے سر! میں دیکھ لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: کبھی کبھار کوئی مجبوری کے تحت ہو جاتا ہوگا کوئی زیادہ نہیں ہے۔ جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب سب سے پہلے تو میں محترم وزیر تعلیم صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اُنہوں نے جو دانش اسکولز سے متعلق جو یہاں اُن کا ایکٹ ہے یا مسودہ قانون ہے اُس کی منظوری ہوئی ہے۔ اسی لیے اس سلسلے میں میں خاران بھی اس میں شامل ہے اور مجھے خوشی ہے کہ بلوچستان کے تمام پسماندہ اضلاع کو بلاتفریق اس میں شامل ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہے کہ صرف میرا ضلع ہو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ سر! تعلیم کے حوالے سے جو اس وقت سب سے بڑی ایمرجنسی ہے ہم بار بار یہ بات کرتے چلے آرہے ہیں۔ میں دوبارہ اس فورم پر یہ بات کرنا چاہوں گا کہ اس وقت تقریباً کوئی 12 ہزار کے قریب اساتذہ کی بلوچستان میں کمی ہے۔ جس کے باعث تقریباً تین ساڑھے تین ہزار اسکول بند پڑے ہیں۔ میرے اپنے ضلع میں اس وقت 60 کے قریب اسکول ہیں جو اساتذہ نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ سی ایم صاحب کے ڈسٹرکٹ میں کوئی 160 کے قریب اسکول بند پڑے ہیں۔ کوئٹہ میں 500 اسکول اساتذہ نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ سر! تعلیم کے حوالے سے ایک بہت بڑی ایمرجنسی ہے۔ ہم نے اُس دن بات کی نصیب اللہ مری صاحب نے ہمیں یقین دہانی کروائی ہے، کہ میں نے کہا کہ یہ ایسی چیز ہے کہ اگر آپ اس کو کسی اور محکمہ کو دینگے پبلک سروس کمیشن کو دے دینگے شاید کوئی 8 سے 10 سال میں بھی یہ پوسٹیں پُر نہ ہوں۔ اور ایک ایک دن ہمارے بچوں کے لیے قیمتی ہے لہذا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ایک ایمرجنسی پلان کے تحت ایک سے دو مہینے میں تمام اساتذہ کی بالکل میرٹ کی بنیاد پر تقرری کو ممکن بنائے نمبر ایک۔ دوسری بات یہ ہے کہ سر! محترمہ شکیلہ نوید صاحبہ نے ایک بات کی ضیاء صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ پرسوں کے اجلاس میں میری قرارداد تھی truth justice and

reconciliation کے حوالے سے۔ اُس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ روزانہ یہاں آ کے کسی ایک لا پتہ بہن، لا پتہ بھائی، لا پتہ بچے، لا پتہ بزرگ، لا پتہ بوڑھے، مسخ شدہ لاش کی بات کرنے کی بجائے لہذا آئیں بلوچستان کو اگر آگے بڑھانا ہے کچھ confidence building measures کے تحت، جس کو اعتماد کی بحالی کے اقدامات کہا جاتا ہے اُس کے تحت آپ بلوچستان کے اندر ایک مصلحت کا عمل شروع کریں۔ جتنے لوگ لا پتہ ہیں اُن کو رہا کر دیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اُن کے اُوپر cases ہیں تو اُن کو عدالتوں میں پیش کریں۔ بلوچستان کے اندر جب تک آپ confidence building measures اعتماد کی بحالی کے اقدامات نہیں اُٹھاتے ہیں، political parties بھی بہت مشکلات میں ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ کسی کے ساتھ dialogue کریں، آپ کسی ایسی قوتوں کو بھی dialogue کے لیے بات چیت کے لیے آمادہ نہیں کر سکتے جو اس وقت ایک دوسرے کے ساتھ متصادم ہیں۔ پوری دُنیا میں طریقہ کار رہے اور جب میں نے وہ reconciliation truth, justice and reconciliation commission. کی بات کی۔ اور وہ پاکستان کی تاریخ میں میرے خیال میں پہلی اسمبلی ہے جس نے truth justice and reconciliation. کے حوالے سے اتنی بڑی قرارداد پاس کی۔ گو کے ہمارے یہاں لوگ ایسی باتوں کو سمجھتے نہیں ہیں ہم ابھی تک ٹرکوں میں، زمبادوں میں، تیلوں میں گاڑیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بلوچستان کا سب سے بڑا اُس دن بھی میں نے کہا کہ معاملہ شروع یہی سے ہوتا ہے۔ جب آپ نے اس عمل کو سمجھنے کی کوشش کی بلوچستان کے چھوٹے موٹے معاملات باقی حل ہو جانیوالے ہیں۔ ایک چھوٹی سی گزارش میری سر! خاران بہت پر امن ضلع رہا ہے۔ کوئی گزشتہ پتہ نہیں چھ سات مہینے سے اس کو نظر لگ گئی یا الیکشن قریب آتے جا رہے ہیں جان بوجھ کے خاران کے اندر چوری کی وارداتیں زیادہ ہونے لگیں۔ اُس سے پہلے ہماری پولیس اور لیویز کے اسلحہ چھینے گئے، ابھی کوئی دو تین مہینے پہلے ایک چیک پوسٹ پر حملہ کیا گیا جس میں ایک نوجوان بہت ہی خوبرو شائستہ ہمارا بھائی محمد آسام مزارزئی کو شہید کر دیا گیا۔ اُس پورا کیس میں already ضیاء صاحب کو پہنچا چکا ہوں، ہم سارے دوست اُس پر بات کر چکے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں ضیاء صاحب تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان کو بلا کے بلوچستان کے اندر جو سیکورٹی پلان ہے بالخصوص عوام کو، شہریوں کو، اور آپ کی اپنی فورسز کے حوالے سے اس کو کم از کم آپ کو دیکھنا ہوگا۔ اور اگر لیویز کا کوئی اس طرح کا واقعہ ہوا ہے، افسوس کی بات یہ ہے میرے خیال میں اس ڈیپارٹمنٹ کو وہاں پہنچ جانا چاہیے تھا اُس کے لیے اُس کے گھر میں اُس کی فیملی کے حوالے سے۔ ہم تو گئے ہمارا علاقہ دار ہے بھائی ہے ہم اُس کے غم میں شریک ہیں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے واقعات demoralize کرنے کے باعث بنیں گے آپ کی فورسز کو تو محمد آسام مزارزئی صاحب کے جو قاتل ہیں، اِس سے پہلے خاران میں ہونے والے جتنے بھی واقعات ہوئے تھے۔ جس میں ہمارے بہت ہی ایک اچھے آفیسر تھے عید محمد، ہمارے یہاں اور ایک

دو واقعات اس طرح کے ہوئے۔ تو ضیاء صاحب! آپ سے بالخصوص گزارش ہے کہ آپ خاران کے حوالے سے کیوں کہ رخشان ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر ہے، ہم نے بارہا request کی کہ وہاں BC کا ایک زون ایک ونگ ہونا چاہیے، تاکہ وہ کمی و بیشی پوری ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ خاران اس وقت ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہونے کے باوجود بھی اُس کی لیویز کی strength بلوچستان کے سب سے چھوٹے اضلاع سے بھی کم ہے میں کسی ضلع کا نام نہیں لینا چاہتا۔ تو آپ خاران کو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر بنائیں اُس کے سیکورٹی پلان پر ایک اسپیشل میٹنگ بلائیں اور سب کو بلائیں جو کمی بیشی ہے اُس کی سیکورٹی کے حوالے سے اُن پر کم از کم آپ اور سی ایم صاحب احکامات جاری کریں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ثناء بلوچ صاحب۔ جی وزیر داخلہ صاحب۔ اب اسمبلی کا اجلاس۔۔۔

وزیر داخلہ وقبائلی امور: بہت لمبا چوڑا سر! شکریہ جناب اسپیکر ثناء بلوچ صاحب نہیں تھے بلوچستان کے حوالے سے بہت لمبی چوڑی بات ہوگئی۔ ثناء بلوچ صاحب سے اتنا بات پر کہوں کہ وہ بعد میں آئے۔ کہ ہم ہر چیز گورنمنٹ کی طرف، میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ گورنمنٹ کی طرف ہم لوگ لگاتے ہیں کہ گورنمنٹ نے یہ کام کیا، یہ کام گورنمنٹ سے ہوا۔ ہم زرا گورنمنٹ کی مجبوریوں کو ریاست کی مجبوریوں کو بھی دیکھیں۔ آپ لوگ آپ جیسے دوست Parliamentarians ایسی پارٹیوں کے کہنے پر، قراردادوں پر گورنمنٹ نے سب establishment کے ساتھ مل کے تمام stakeholders کے ساتھ مل کے ایک کمیٹی بنائی شازین بگٹی صاحب کی، شازین بگٹی کی سربراہی میں تاکہ وہ جا کے stakeholders سے سب سے بات کریں۔ تو دیکھیں اُس میں سب نے بہت ایمانداری سے کوشش کی لیکن بات کہاں جب start ہو جاتی ہے تو وہاں سے as a میں سمجھتا ہوں ریاست، آپ بھی ریاست میں کسی ذمہ دار سیٹ پر بیٹھ جاؤ، ثناء بلوچ صاحب بھی کسی ذمہ دار سیٹ پر بیٹھ جائیں، کوئی بھی بیٹھ جائے وہ start ہی وہاں سے ہوتا ہے کوئی as a Pakistan ریاست سمجھنے والا اُس بات کو start ہی نہیں کرسکتا ہے۔ ہم نے بارہا کئی اور طریقے سے کوشش کی کہ یہ مذاکراتی، کوئی خوش نہیں ہے کہ ہمارے ملک میں کُشت و خون ہو جائے ہر ایک چاہتا ہے کہ بات چیت کے ذریعے مسئلے مسائل حل ہو جائیں۔ اِسی طرح جس طرح ہم کہتے ہیں بقول ثناء بلوچ اور جن لوگوں نے بات کی اُن کے کہ اُٹھانے والے لوگ، اُن پر آپ کی بس نہیں چلتی۔ کیا اُن لوگوں پر آپ کی بس چلتی ہے کہ آپ کسی کو کہے کہ آپ جو ہے کسی ریڑھی والے کو مت ماریں؟، آپ کسی کو کہیں کہ کسی دھوبی کو مت ماریں، آپ کسی کو کہیں کہ کراچی میں سرکاری کل جو پولیس جوان شہید ہوئے ہیں اُن پر حملہ نہیں کریں؟۔ جنگ کے ماحول میں معاشرے میں ایسے برائیاں پھیل جاتی ہے۔ جنگ کے ماحول میں اچھی باتیں نہیں ہوتی ہے۔ تو سب سے پہلے ہمیں جو ہے بات چیت کی طرف جانا چاہیے۔ اُس کی طرف سب کو اپنا رول ادا کرنا چاہیے اور سب کو بولنا چاہیے کہ آپ کی اِدھر غلطی ہے۔ میں ایک political آپ کو

ایک leadership کی طرف سے کہہ رہا ہوں آپ کی اِدھر غلطی ہے۔ ہم بار بار کسی ایک پر ناحق اُنگلی اُٹھا کر دوسرے کا جو ہے حوصلہ بلند کرتے ہیں۔ اس وجہ سے جو ہے یہ خامیاں معاشرے میں روز بروز زیادہ ہو رہے ہیں۔ باقی جو ہے عارف جان صاحب نے جتنی بڑی بڑی باتیں کی، ایسے بڑی بڑی باتیں تو میرے بس میں نہیں ہے لیکن میں اُن کو مشورہ دوں گا کہ اس اہم فورم میں آنے سے پہلے اتنے ذمہ دار لوگوں کا نام لینے کے لیے آپ کسی قانونی فورم پر جائیں کہ وہاں جو ہے لوگ جو ہیں اگر اس طرح کا کچھ کر رہے ہیں اُس کے خلاف اس طرح فورم پر، ہم ذمہ دار لوگ بات ۔۔۔(مداخلت)۔ایک منٹ عارف جان میں نے آپ کو سنا یار! آپ بیٹھ جاؤ۔ تو ایسے ذمہ دار لوگوں کے بارے میں بات کرنے، اِس فورم پر chief executive جو صوبہ کا اس time میں سمجھتا ہوں وہ بااختیار بندہ ہے۔ اُن کے بارے میں ذمہ دار فورم سے پہلے، اگر کوئی ہے وہ ہمارے department میں لاتا۔ تو یہ ایسے ایوانوں میں تقریر ہوتا ہے لیکن اِن کے خلاف نہ کوئی FIR کاٹنے کو آتا ہے، نہ کوئی کہتا ہے کہ فلانی نے مجھ سے لیا، نہ میں نے اِس کو دیا۔ یہ ایسے ذمہ دار بندے کو میں اپنا ذاتی حکومت نہیں بحیثیت اپنے ذاتی بھائی کی حیثیت سے مشورہ دیتا ہوں کہ اس طرح کی ذمہ دار فورم پر وہ ایسی وہ نہ کریں۔ باقی جو ہے اُسکا تھا، خاران کے، بالکل ثناء صاحب نے جو ہے آج تھوڑا اچھی باتیں کی ہیں جو غلط راستے پر ہیں اُن کو بھی تھوڑا بہت یاد کیا ہے۔ بالکل ثناء صاحب اپنے علاقے کے بارے میں BC کے حوالے سے جب سے میں home minister بنا ہوں بار بار اس چیز کے حوالے سے میرے پاس بھی آئے ہیں۔ تو میں اس اجلاس کے حوالے سے آئی جی پولیس کو بھی یہ کہتا ہوں کہ وہاں امن و امان کا مسئلہ ہے تو ثناء صاحب کے اُس کے مطابق وہاں BC بھیج دیں۔ تو اور home department کو بھی کہ next week ثناء صاحب ایک میٹنگ بلاتے ہیں۔ اُس میں IG صاحب بھی ہونگے، ہم اور آپ سب ہونگے تو اس مسئلے کو بھی دیکھیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ، ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب اور بھی شائد یہاں جو ہے پارلیمانی لیڈرز بیٹھے ہوں۔ اسلام آباد کی میٹنگ کی جو تاریخ تھی وہ federal کی طرف سے 22 تاریخ جو ہے اُنہوں نے recommend کی ہوئی ہے۔ تو میں نے کہا آپ لوگوں سے رائے لے لوں۔ 23 کو ہمارا last اجلاس بھی ہے۔ اُنہوں نے وہاں میٹنگ 22 تاریخ کو جو ہے date fix کی ہے۔ تو آپ لوگوں کی کیا رائے ہوگی، اس کے حوالے سے؟۔ پارلیمانی لیڈرز ہیں، سارے پارلیمانی لیڈرز۔

میر محمد عارف محمد حسنی: پیپلز پارٹی کا پارلیمانی لیڈر کون ہے؟

میر یونس عزیز زہری: سردار ثناء اللہ ہے۔

میر محمد عارف محمد حسنی: سردار صاحب تو نہیں آتا ہے مجھے بتائیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اب ابھی تک آپ لوگوں کی اسمبلی میں نشست نہیں تھی، ابھی آپ لوگ فیصلہ کر کے ایک بندے کو جو ہے notify کرلیں۔ MPAs سے رائے لیکر جو ہے سیکرٹری اسمبلی کو آپ لوگ دے دیں application جو بھی آپ لوگ بنانا چاہیں۔ ویسے ابھی تک آپ لوگ formally جو ہے BAP پارٹی میں ہیں، ابھی تک آپ لوگ جو ہے نہیں بن سکتے۔

میر محمد عارف محمد حسنی: جناب اسپیکر! میں BAP پارٹی میں نہیں تھا BAP پارٹی میرے مقابلے میں تھی۔ مَیں independent جیتا ہوں۔

جناب انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیرخزانہ): جناب اسپیکر صاحب! یہ جائیں، یہ جو ہے یہ ایک اہم میٹنگ ہوگی۔ اِس میں آپ پارلیمانی لیڈر اور اس کے ساتھ جو بھی جانا چاہتے ہیں۔ اور جو کوئی ضروری وہ نہیں ہے اگر اصغر ترین صاحب جانا چاہتے ہیں۔ تو وہ بھی آجائیں کوئی ثناء صاحب وہ بھی آجائیں۔ یہ تو ضروری نہیں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اصل میں ایک issue، آپ کی بات صحیح ہے۔

وزیرخزانہ: کہ دس، پندرہ ممبرز، بیس ہوں، جو بھی available ہو، اور اُس کی وہ خواہش ہو، کہ وہ اُس میں میٹنگ ہو تو اُن کو موقع دیا جائے کہ وہ ہمارے ساتھ جائیں، مَیں خود بھی جاؤں گا۔ کیونکہ میری بھی وہاں پر میٹنگ ہے۔ ٹھیک ہے۔ نہیں نہیں 22 صحیح ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: 22 کو ثناء بلوچ صاحب پھر Friday آرہا ہے میرے خیال سے پھر۔

وزیرخزانہ: ثناء صاحب! 22 صحیح ہے ثناء صاحب 22 ہے پھر نہیں ملے گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی آپ کا نام ہے۔

جناب اصغر علی ترین: جی وہ تو ہے میرا نام ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اِس پارلیمانی لیڈر کے علاوہ اگر کوئی اور بھی ممبر یہ بجلی کے حوالے سے، یا گیس کے حوالے سے اسلام آباد جانے کے لیے رضا مند ہے۔ تو اُس کو بھی شامل کیا جائے، اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہر علاقے کے مختلف حالات ہیں مختلف شکایات ہیں۔ اگر کوئی جانا چاہتا ہے یہ موقع ہے وہاں پر جا کے اُنکو قائل کرنے کا اور اُن سے بات کرنے کا۔ کل کسی کا گلہ نہیں رہے گا۔ یعنی اس اسمبلی میں پچھلی بار تو ساتھیوں نے سیشن روک دیا بجلی اور گیس کے حوالے سے۔ اب 22 تاریخ میں بدقسمتی سے یا خوش قسمتی سے بتا دیا ہے، کہ 22 تاریخ کو آپ آجائیں۔ تو کوئی بھی اگر ساتھی جانا چاہتا ہو تو اسمیں کوئی ابہام نہیں ہے، سیکرٹری صاحب کو آپ دیں، رولنگ دیں جو جانا چاہتا ہے اُس کا بھی نام ڈلوا دیں۔ تا کہ وہ بات، میں تو کہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! جتنے سے زیادہ ممبر ہو گئے، جتنے زیادہ پارلیمانی ساتھی ہمارے ہوں گے اُتنا ہی زیادہ ہمیں فائدہ ہوگا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ساتھیوں کا issue نہیں ہے، اگر کوئی جانا چاہے وہ چلا جائے گا ملک نصیر اور پارلیمانی لیڈر سے میں نے یہ مشورہ کرنا تھا کہ 22 تاریخ کو جو ہے اُن کے ساتھ ہم لوگ commitment کریں کہ نہیں؟

جناب ملک نصیر احمد شاہوانی: ٹھیک ہے۔sir! کریں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! اس میں ایک چیز یہ ہے کہ زمینداران بھی متاثر ہیں۔اگر اُس میں۔۔۔(مداخلت)۔اچھا!

جناب قائم مقام اسپیکر: وہ مناسب نہیں ہوگا کہ زمینداران کا، وہ delegation پھر الگ ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: ہاں چلو ٹھیک ہے sir بس ٹھیک ہے date مناسب ہے باقی انتظامات آپ کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: By Road?

جناب اصغر علی ترین: کرلینگے sir!By Road ہو یا By Air ہو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: چلیں 22 کا fix کرلیتے ہیں۔اگر کوئی MPA جانا چاہے۔

جناب اصغر علی ترین: ٹھیک ہے کرلیتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 21 فروری 2023ء بوقت 3 بجے سہ پہر تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 05 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)۔

☆☆☆☆☆☆